خرافات مرزا

بقیہ قادیانیت باب نمبر۶

معاملات مرزا : اس شخص کے معاملات کو سمجھنے کے لئے ہم ابتدا ہی اس کے ایک اعلان سے کرتے ہیں جس میں اس نے کہا تھا کہ ...

"میرے تمام ماننے والوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ بطور عطیہ مجھے بھیجا کریں۔ ہم تین ماہ تک انتظار کریں گے اگر کسی نے اس مدت کے دوران اپنی آمدنی کا کچھ حصہ ہمیں نہ بھیجا تو ہم اسے اپنے پیروؤں کی فہرست سے خارج کر دیں گے۔ (نوح مددی۔ ص ۱)

ایک اور موقع پر اس نے اعلان کیا کہ ...

"لوگوں کو قادیانی تحریک کے لئے عطیات دینا چاہئیں کیونکہ کوئی بھی کام سرمائے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس قسم کے عطیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سمیت

[illegible]

تمام انبیاء کے دور میں جمع کئے جاتے تھے۔ اس لئے اس مالی مسئلے کی طرف توجہ دینا میری جماعت کا فرض ہے لیکن جو کچھ بھی جمع کیا جائے وہ عطیات کی صورت میں ہونا چاہئے۔" (بدر۔ ۹۔ جولائی ۱۹۰۳ء)

اس اعلان کے بعد لوگوں نے اُسے خطیر اور بڑی بڑی رقوم بھیجیں تاکہ "اسلام کی خدمت" ہو سکے لیکن یہ کذاب انہیں کہیں اور ہی اڑاتا رہا۔ اس بات کا تذکرہ چند قادیانی زعماء خود کرتے ہیں کہ ....

"ایک دفعہ ہم ـــــ میں' خواجہ کمال الدین اور استاد محمد علی (امیر جماعت لاہوری قادیانی) عطیات کی وصولی کے لئے نکلے۔ رستے میں خواجہ کمال الدین نے بتایا کہ عطیات حاصل کرنے کے لئے ہم لوگوں کو اسوہ رسول ؐ اور صحابہؓ کے طرز عمل کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ ہم انہیں کہتے کہ ان ہی کے نقش قدم پر چلنے میں فائدہ ہے۔ وہ لوگ خستہ لباس اور معمولی غذا استعمال کیا کرتے تھے لیکن اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے۔ اس طرح وہ (متاثر ہو کر) ہمیں عطیات دے دیتے اور ہم واپس آ جاتے تھے۔ بعد ازاں لوگوں اور ان کی بیویوں سے حاصل شدہ یہ رقم قادیان بھیج دی جاتی تھی۔ اسی دوران چند بیبیاں قادیان گئیں تو وہاں کے امور ریاست دیکھ کر وہ شدید غصے اور طیش کی حالت میں لوٹ آئیں اور ہم سے کہنے لگیں کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے نبی اور اس کے پیروکاروں (غلام اینڈ کمپنی) کی "سادہ زندگی" دیکھ لی ہے۔ ان کی بیگمات اتنے ٹھاٹ باٹھ سے رہ رہی ہیں کہ اس کا دسواں حصہ بھی قادیان سے باہر نظر نہیں آتا۔ تم لوگوں نے جھوٹ کہا تھا کہ یہ رقم اللہ کے رستے میں خرچ ہو رہی ہے کیونکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اس لئے اب ہم اپنی دولت کو اپنی مرضی سے جیسے چاہیں گے خرچ کریں گے لیکن تمہیں ایک پائی تک نہ دیں گے کیونکہ ہم نے یہ دولت کسی حرام طریقے سے حاصل نہیں کی ہے۔" (کشف اختلاف۔ از سرور شاہ قادیان۔ ص ۱۳)

اس حقیقت کو غلام احمد کا بیٹا خطبے کے دوران یوں بیان کرتا ہے کہ .....

"ایک دفعہ لدھیانہ کے ایک شخص نے کہا کہ ہم بڑی مصیبتوں سے کمائی ہوئی دولت قادیان بھیجتے ہیں لیکن یہ ساری کی ساری رقم غلام احمد صاحب کی اہلیہ کے زیورات اور ملبوسات کے اخراجات پر صرف ہو جاتی ہے۔ نہ جانے عطیات کا یہ کیسا استعمال ہو رہا ہے؟.... اس بات کی خبر جب حضرت مسیح موعود کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا .... جس شخص نے یہ بات کہی ہے اس پر ہمارے لئے یک پیسہ دینا بھی حرام ہے پھر ہم دیکھیں گے کہ اس کی سے ہمیں کیا نقصان ہوتا ہے؟.... (الفضل۔ ۳۱۔ اگست۔ ۱۹۳۸ء)

ایک اور موقع پر جب "اسلام" کے نام پر ان جمع شدہ عطیات کے متعلق یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ مرزا اور اس کی بیگمات پر صرف ہوتے رہے ہیں تو مرزا نے یوں جواب دیا کہ ...

"میں کوئی تاجر نہیں ہوں کہ تمام چیزوں کا حساب کتاب رکھوں اور نہ ہی میں جماعت کا خزانچی ہوں کہ مجھ سے ہر بات کی پوچھ گچھ کی جائے۔ میں زمین پر خلیفتہ اللہ ہوں اس لئے مجھ سے ان عطیات کے متعلق یہ پوچھنا جائز نہیں کہ میں نے انہیں کہاں خرچ کیا۔ اور ایسے لوگ جو مجھے تحفتاً" رقوم دینے کے بعد استفسار نہیں کرتے یقیناً سچے مومن اور مسلمان ہیں خواہ وہ یہ بات سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ بہرحال تمام لوگوں کے لئے یہ جاننا ازحد ضروری ہے کہ اس قسم کے اعتراضات سے ان کے ایمان کا دیوالیہ بھی ہو سکتا ہے۔" (الفضل ۱۹۔ ستمبر۱۹۳۶ء)

مزے کی بات یہ ہے کہ ان معترض حضرات میں معتبر قادیانی بھی شامل تھے۔ اس سلسلے میں اس کا بیٹا محمود احمد لکھتا ہے کہ .....

"اپنی وفات سے قبل حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ .... خواجہ کمال الدین اور محمد علی میرے متعلق بہت سے شکوک و شبہات رکھتے اور مجھے عوام کے سرمائے کو خورد برد کرنے کا الزام دیتے ہیں حالانکہ ان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے۔ درحقیقت آج ہی محترم محمد علی نے مجھے سرمائے کے متعلق دریافت کرنے کے لئے خط لکھا ہے کہ یہ کہاں صرف ہوا جبکہ اخراجات تو نہ ہونے کے برابر ہیں... اس پر حضرت مسیح موعود طیش میں آگئے اور کہنے لگے کہ .... یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حرام کھاتے ہیں جبکہ ان کا ان رقوم سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں ہے اور اگر میں ان سے قطع تعلق کر لوں تو ان کے حصے میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں آئیگی۔ (حقیقت اختلاف۔ ص ۵۰)

اسی طرح جب اس نے ۵۰۔ جلدوں میں کتاب شائع کرنے کا اعلان کیا تو اس نے ساتھ یہ بھی کہا کہ جو شخص اس کتاب کی قیمت پہلے ادا کرے گا اسے یہ کتاب نصف قیمت پر فروخت کی جائے گی۔ یہ سن کر بہت سے بے خبر اسے پیسے دے بیٹھے لیکن کتاب ۵۔ جلدوں کے عدد سے آگے نہ بڑھ سکی۔ اس مرحلے پر لوگوں نے اس سے استفسار کیا تو اس نے جواب دیا کہ جس سے سب کی آنکھیں کھل گئیں..... اس نے کہا کہ ....ہاں' میں نے ۵۰۔ جلدوں میں کتاب شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ۵ اور ۵۰ میں بھی تو کوئی خاص فرق نہیں ہے سوائے ایک صفر(۰) کے۔ اس لئے میں نے کوئی وعدہ خلافی نہیں کی ہے۔ (مقدمہ براہین احمدیہ۔ ج نمبر ۵۔ ص ۷)

جب لوگوں نے اپنے پیسوں کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ ....

"یہ دولت اللہ نے عطا کی تھی اور میں اس میں سے ایک پیسہ بھی کسی کو نہیں لوٹاؤں گا اور جو

شخص مجھ سے رقم کی واپسی کا طالب ہے اس کے لیے یہی ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے آئندہ کوئی پیسہ نہ بھیجے۔ (الحکم۔ ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء)

غبن کے سلسلے میں اس سے بھی زیادہ شرمناک واقعہ وہ ہے جسے اس کے اپنے بیٹے بشیر احمد نے یوں بیان کیا ہے کہ .....

"عبداللہ سنور قادیانی نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ عزت ماب حضرت مسیح موعود کے پاس ایک آدمی آیا کیونکہ اس نے اپنی بہن کی چھوڑی ہوئی جائیداد کے فیصلے کے متعلق پوچھنا تھا جبکہ وہ ایک طوائف تھی۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ ایسی صورت میں تمام جائیداد اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دینا چاہئے۔" (سیرۃ المہدی۔ ص ۳۴۳)

یعنی سیدھا سیدھا مطلب یہ تھا کہ یہ جائیداد اس کے سپرد کر دی جاتی کیونکہ اس کے نزدیک اس سے بڑھ کر اسلام کا خادم کوئی تھا ہی نہیں اور واقعی اسلام کی جو "خدمت" اس نے کی ایسی "خدمت" کوئی دوسرا کر بھی نہیں سکتا۔ بقول ظفر علی خاں"۔

حقیقت قادیاں کی پوچھ لیجئے ابن جوزی سے
نکو کاری کے پردے میں سیہ کاری کا حیلہ ہے
یہ وہ تلبیس ہے ابلیس کو خود ناز ہے جس پر
مسلمانوں کو اس رندے نے اچھی طرح چھیلا ہے

کذبات مرزا: کذب یا جھوٹ کیا چیز ہے اس کی تعریف متنبی قادیان خود کرتا ہے کہ ....

"جھوٹ ام الخبائث (تمام برائیوں کی ماں) ہے" (تبلیغ رسالت۔ ج نمبر۲۔ ص ۲۸)

"جھوٹ بولنا' مرتد ہونے سے کم نہیں ہے۔" (اربعین نمبر۳۔ ص ۲۴)

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ شخص خود ایک بہت بڑا اور "اعلیٰ پائے" کا کذاب تھا۔ اس کی کذب بیانی کا گھناؤنا ترین پہلو یہ تھا کہ یہ اللہ کریم کی طرف بھی جھوٹ منسوب کرنے سے نہیں ہچکچاتا تھا۔ سب سے بڑا جھوٹ تو یہی تھا کہ اسے اللہ نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اس پر وحی بھی اتاری ہے دوسرا خطرناک پہلو یہ تھا کہ یہ قرآن کریم کی طرف وہ باتیں منسوب کرتا تھا کہ جو قطعاً اس میں نہ تھیں۔ مثال کے طور پر یہ کہتا ہے کہ .....

اللہ کا فرمان ہے کہ ... **وجادلھم بالحکمتہ والموعظتہ الحسنتہ۔**

(انوار الحق۔ ج نمبر۱۔ ص ۴۶)

حالانکہ خدا شاہد ہے اس قسم کے الفاظ قرآن مجید میں بالکل نہیں ہیں۔ یہ "آیت" اس نے بار

بار دہرائی ہے یقیناً اس کے پیچھے اس دجال کا قرآن میں تحریف کرنے کا مقصد مخفی ہے۔ اس کی اسی "آیت" کو مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے...

(فریاد درد بلاغ۔ ص ۸۔ ۱۰۔ ۱۷۔ ۲۳)

(تبلیغ رسالت ج نمبر ۳۔ ص ۱۹۴)

(تبلیغ رسالت ج نمبر ۷۔ ص ۳۹)

اپنی کتاب حقیقتہ الوحی کے ص نمبر ۱۵۴ پر اس نے لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل الفاظ قرآن میں موجود ہیں... **یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام**۔ اور یہ قرآن کے متعلق ایک صریح جھوٹ ہے۔ ایسی کوئی آیت قرآن پاک میں نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" کے صفحہ نمبر ۳۴ پر لکھتا ہے کہ .... اس بات کو دیکھو جس کو اللہ نے قرآن میں یوں فرمایا ہے کہ ...

لا یوجدا ظلم ممن افتری علی وانا اھلک المفتری عجلا ولا امہلہ۔

قرآن مجید فرقان حمید کے دامن میں ایسی کوئی "کلی" نہیں ہے بلکہ یہ سب اس دجال کی سازش ہے اور یہ جملے آج بھی اس کی کتاب میں درج ہیں اگرچہ اس کتاب کے درجنوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ دراصل اس کا مقصد ہی مسلمانوں کے اذہان میں قرآن کریم کے متعلق شکوک اور ابہام پیدا کرنا تھا۔ اس طرح ایک دفعہ اس نے پیغمبر خدا کے متعلق یوں جھوٹ منسوب کیا کہ ... "ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپؐ نے فرمایا آج کے دن سے لیکر سو سال کے اندر اندر قیامت آجائے گی۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۲۵۴)

جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کوئی الفاظ روایت نہیں ہوئے ہیں بلکہ ان کو تو کسی بھی ذریعے سے ثابت بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ ...

"جب کوئی وبا کسی جگہ پھوٹ پڑے تو وہاں کے باسیوں کو فوراً وہ جگہ چھوڑ دینی چاہیے بصورت دیگر وہ اللہ کے خلاف جنگ کرنے والوں میں سے ہوں گے"... یہ الفاظ آنحضرتؐ نے خود فرمائے تھے۔ (الحکم۔ ۲۴۔ اگست۔ ۱۹۰۷ء)

یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک واضح جھوٹ اور موضوع بات منسوب کی گئی ہے۔ ایک اور جگہ اس نے لکھا کہ ...

احادیث صحیحہ میں یہ مذکور ہے کہ مسیح موعود کسی صدی کے آغاز میں ظاہر ہو گا اور چودھویں صدی کا امام کہلائے گا۔ (نصرت حق۔ ص ۱۸۸)

تمام انبیاء کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے اس نے کہا کہ ....

سابقہ تمام انبیاء اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پنجاب میں پیدا ہو گا۔
(اربعین نمبر ۲۵۔ ص ۲۳)

یہ ایک کھلا جھوٹ ہے کیونکہ کسی بھی پیغمبر نے نزول مسیح کو اس طرح مخصوص نہیں کیا ہے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک توہین آمیز جھوٹ یوں منسوب کرتا ہے کہ ....

ا۔ مسیح ایک دشنام طراز اور بدمزاج انسان تھا اور ضبط نفس میں کمی کے سبب معمولی معمولی باتوں پر طیش میں آجاتا تھا۔ وہ ایک عادی کذاب بھی تھا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ (انجام آتھم۔ ص ۵)

ب۔ حضرت عیسیٰؑ قوت مردی سے بھی محروم تھے جو کہ مرد کی ایک قابل فخر اور قابل تعریف خوبی ہوتی ہے۔ (مکتوبات احمدیہ۔ ج نمبر ۳۔ ص ۲۸)

ج۔ مسیح جادوگر تھا۔ اس کے ہاتھوں سے جو کچھ ظاہر ہوتا تھا وہ سب جادو کی کرشمہ سازی تھی۔
(ازالہ اوہام۔ ص ۳۰۹)

انبیاء علیہم السلام کی توہین اور کذب بیانی کے سلسلے میں ہم پہلے ایک باب سپرد قلم کر چکے ہیں جس میں اس دجال کی شخصیت کے اس پہلو کو مستند حوالہ جات سے اجاگر کیا گیا ہے تاہم چند مثالیں مزید رقم کئے دیتے ہیں تاکہ موضوع سے انصاف ہو سکے۔ ایک دفعہ اس نے کہا کہ...

"صرف چند سالوں میں لاکھوں لوگ میرے عقیدت مند بن چکے ہیں۔" (تحفہ الندوہ)

اسی طرح ایک قادیانی مجلے میں اس کا ایک اعلان یوں شائع ہوا کہ .....

"اب تک تقریباً لاکھ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ (ریویو آف ریلیجنز۔" ستمبر ۱۹۰۲ء)

لیکن اس کے تقریباً ساڑھے تین سال بعد اس نے لکھا کہ ...

"تقریباً چار لاکھ لوگ اللہ کی طرف پلٹ آئے ہیں اور انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے۔"
(تجلیات الہیہ۔ ص ۳۔ ایڈیشن ۳۔ مارچ ۱۹۰۶)

ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہے کہ ...

میں بیحد شکر گزار ہوں کہ میرے ہاتھوں اب تک تقریباً چار لاکھ لوگ کفر اور گناہوں سے تائب ہو چکے ہیں۔ (حقیقتہ الوحی۔ ص ۱۱۷)

چودہ سال بعد اس کے جانشین بیٹے نے بھی یہی کہا کہ ....

قادیانیوں کی تعداد چار سے پانچ لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ (الفضل ۲۶۔ جون ۱۹۲۲ء)

تاہم معمول کی مردم شماری کے مطابق پنجاب میں قادیانیوں کی تعداد چھپن ہزار ہے۔ بقیہ ہندوستان میں ان کی تعداد کا محتاط اندازہ تقریباً بیس ہزار تک پہنچتا ہے گویا ان کی کل تعداد تقریباً چھہتر ہزار تک

ہے۔ (الفضل۔ ۲۱۔ جون ۱۹۳۴ء)

یہ بالکل واضح جھوٹ ہے کہ ۱۹۰۶ء میں غلام احمد اپنے تابعین کی تعداد چار لاکھ بتاتا ہے جبکہ اس کے اپنے بیٹے کے بیان کے مطابق ان کی تعداد بذریعہ مردم شماری بعد از چودہ برس، چھتر ہزار سے زائد نہیں ہے یقیناً یہ بڑے شرم کی بات ہے اور شرم بھی ایسی کہ جس کے متعلق **شیکسپیئر** نے کہا تھا کہ ....

Shame, where is thy blush?

یعنی اے شرم، تیری شرم کہاں ہے؟

اسی طرح ۱۸۹۹ء میں اس نے ایک اور جھوٹ کو یوں گردش دی کہ ...

میری تین لاکھ سے زائد پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہوئی ہیں۔ (حقیقتہ الوحی۔ ص ۸)

اپنی بات کی خود ہی تردید کرتے ہوئے دو سال بعد اس نے کہا کہ....

"میں نے خود دیکھا ہے کہ اب تک میرے تقریباً ڈیڑھ سو الہامات مجھے سچا ثابت کر چکے ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۷۔ ایڈیشن ۱۹۰۱ء)

اور ایک دفعہ یوں جھوٹ تراشا کہ ...

"میرے معجزات دس۔ لاکھ سے زیادہ ہیں۔ (تذکرہ الشہادتین۔ ص ۴۱)

کذب بیانی دراصل اس کی فطرت میں بری طرح سے رچ بس گئی تھی تاہم پھر بھی کہتا تھا کہ ....

ا۔ جھوٹ بولنا، مرتد ہونے سے کم گناہ نہیں ہے۔ (اربعین نمبر ۲۵۔ ص ۲۴)

ب۔ ایک کذاب پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور اس کا اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں ہوتا۔ (نصرت الحق۔ ص ۱۰)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ...

"ایک منافق انسان میں چار برائیاں ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ جب اسے امانت سونپی جائے وہ خیانت کر جاتا ہے، دوم جب بولتا ہے جھوٹ بولتا ہے، سوم ہمیشہ وعدہ خلافی کرتا ہے اور چہارم جب لڑتا ہے تو گالیاں دیتا ہے۔" (متفق علیہ)

اس حدیث شریف کی روشنی میں جب ہم غلام احمد کے نجس وجود کو دیکھتے ہیں تو اس کے خمیر میں یہ چاروں عناصر نمایاں نظر آتے ہیں اور وہ ہمیں منافقت کے تمام تقاضے پورے کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ بے شک منافق ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

الہامات مرزا: ہم یہاں اس کے صرف چند الہامات کا تذکرہ کریں گے تاکہ ہمارے قارئین جان

سکیں کہ اسے کس قسم کی وحی آیا کرتی تھی' ان کا مطلب کیا تھا اور آیا کہ ایسی غیر شعوری باتیں کسی پیغمبر کی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً۔۔۔

۱۔ "انی الھمت ۱۱۔ ان شاء اللہ مجھے وحی نازل ہوئی کہ گیارہ اگر اللہ نے چاہا۔"

اب اس وحی کی تشریح نہ تو اس سے وارد ہوئی ہے اور نہ ہی اس کے کسی حواری نے اس کے متعلق بتایا ہے کہ اس نامعقول عبارت کا مطلب کیا ہے۔

۲۔ رجل معقول	معقول انسان	اب اس پر کیا تبصرہ کیا جا سکتا ہے!

۳۔ الاسف کل الاسف۔	افسوس صد افسوس

۴۔ جاء وقت تحقیق تنبئوات الحاکم العام۔	عام حاکم کی پیشین گوئیوں کی صداقت کا وقت آگیا ہے۔

۵۔ جوھلری رستم علی	چوہدری رستم علی۔

۶۔ فراش العیش	بستر عیش و عشرت

۷۔لوھتہ بر کان' مصالح العرب فائز۔	آتش فشاں پہاڑ' بہبود عرب' کامیاب۔

۸۔ فتح فضل الرحمن الباب۔	فضل الرحمٰن نے دروازہ کھولا۔

۹۔ انت منی بمنزلتہ اولادی۔	تم میرے ہو بالکل میری اولاد کی طرح۔

۱۔ (البشریٰ۔ ج نمبر۲۔ ص ۶۵)	۲۔(البشریٰ۔ ج نمبر۲۔ ص ۸۴)

۳۔ (البشریٰ۔ ج نمبر۲۔ ص ۷۱)	۴۔(البشریٰ۔ ج نمبر۲۔ ص ۵۷)

۵۔ (البشریٰ۔ ج نمبر۲۔ ص ۹۴)	۶۔(البشریٰ۔ ج نمبر۲۔ ص ۸۸)

۷۔ (مکاشفات ص ۴۳ مندرجہ البدر۔ ج نمبر۱ ص۔ ۳۲)

۸۔ (البشریٰ۔ ج نمبر۲۔ ص ۹۰)	۹۔(اربعین۔ حاشیہ ص ۲۳۔ نمبر۴)

یہ ہیں اس کے الہامات کے چند تراشے جن کے معنی و مطالب کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ یہ "پیغمبر" خود بھی ان کی تشریحات سے بالکل بے خبر تھا۔

انجام مرزا: آخر میں ہم اس کی ذلت آمیز موت کا ذکر کرتے ہیں جس نے اس کے کذاب ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔ یہ وہ شخص تھا جو اللہ تعالیٰ' انبیاء کرام اور قرآن حکیم کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کے سبب ملعون ہو گیا تھا۔ تمام علماء نے اس کے موقف سے زبردست اختلاف کیا تھا اور انہوں نے اپنے اپنے طور پر اس کی اصلاح کی بے سود کوشش بھی کر دیکھی تھی لیکن یہ دجال الٹا ان ہی پر برس پڑتا تھا اس ضمن میں اس کے زبانی' تحریری اور بالمشافہ مناظرے اور مباحثے سب سے

زیادہ حضرت مولانا شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسریؒ کے ساتھ ہوئے جس میں ہمیشہ حق کو غلبہ حاصل رہا۔ آخر اپنی ان ہی پے درپے شکستوں کی بنا پر اس نے جھنجھلاتے ہوئے شدید غصے کے عالم میں ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اخبار میں شائع کیا کہ .....

"بسم اللہ الرحمن الرحیم؛ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق"

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب! السلام علی من اتبع الھدیٰ (سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرتا ہے) مدت سے آپ کے پرچہ "اہلحدیث" میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود' کذاب' دجال اور مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری' کذاب اور دجال ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا' مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے پر مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں' تہمتوں اور لفظوں سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت و حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں' مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون' ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر جس نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے موافق ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک' میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے' آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا' اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے' حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری

جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر' مگر یہ انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھ کو دکھ دیتا ہے' آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھوں بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی ہے۔ وہ مجھے ان چوروں' ڈاکوؤں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت **لا تقف ما لیس لک بہ علم** پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت پر پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد' ٹھگ' دکاندار' کذاب' مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر' آمین۔ ثم آمین'

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین' آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم' عبداللہ میرزا غلام احمد

مسیح موعود عفاہ اللہ وایدہ

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء"

(تبلیغ رسالت۔ ج نمبر ۱۰۔ ص ۱۲۰)

اس دعا میں غلام احمد نے سچے کی زندگی میں جھوٹے کی موت طلب کی تھی دوسرے الفاظ میں یہ کہ اگر مرزا سچا ہے تو مولانا ثناء اللہ اس کی زندگی میں ہی مرجائیں گے اور اگر مرزا کذاب ہے (جس میں شک بھی کوئی نہیں) تو وہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی حیات ہی میں مرجائے گا۔ اس اعلان اور دعا کے دس دن بعد مرزا غلام احمد نے ایک قادیانی اخبار میں شائع کیا کہ۔۔۔

"مولانا ثناء اللہ کے متعلق شائع شدہ اخبار ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی بنیاد خود اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ ....

اجیب دعوۃ الداع صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میری دعا قبول کی جا چکی ہے۔" (بدر۔ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷)

اس کی دعا واقعی سن لی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں فیصلے کا قصد فرما لیا تھا۔ لہٰذا اس اشتہار کے ٹھیک ایک سال ایک ماہ اور دس دن بعد خدائے وحدہ لا شریک کا حکم پورا ہو گیا اور مرزا اسی بیماری یعنی ہیضے سے ذلت کی موت مرگیا کہ جس کی خواہش اس نے مولانا ثناء اللہ امرتسری" کے متعلق کی تھی۔ اس کا تذکرہ اس کا اپنا بیٹا بشیر احمد یوں کرتا ہے کہ....

"میری والدہ نے مجھے بتایا کہ (آخری ایام میں) عزت ماب مسیح موعود کھانا نوش فرمانے کے فوراً بعد باتھ روم (آب ریز) جانا چاہتے تھے۔ اس کے بعد وہ تھوڑی سی دیر سو گئے۔ بعد ازاں انہوں نے پھر لیٹرین جانے کی ضرورت محسوس کی بلکہ ایک یا دو بار تو مجھے بغیر بتلائے بھی چلے گئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے اٹھایا۔ ان میں شدید قسم کا ضعف تھا حتیٰ کہ وہ بستر سے بھی نہ اٹھ سکتے تھے' سو! میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے ان کے پاؤں دابنے شروع کر دیے تھوڑی دیر بعد انہیں پھر حاجت ہوئی لیکن وہ اتنے لاغر ہو چکے تھے کہ بیت الخلاء تک نہ جا سکتے تھے لہٰذا آپ نے چارپائی کو ہی بطور جائے حاجت استعمال کر لیا۔ اس کے بعد آپ پھر تھوڑی سی دیر کے لئے لیٹ گئے۔ اس وقت کمزوری اور لاغرپن اپنے عروج پر تھے۔ بعد ازاں پھر حاجت ہوئی اور چارپائی کو ہی استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ (سیرۃ المہدی۔ ص ۱۰۹)

اس کے سسر نے لکھا کہ .....

"جس رات مسیح موعود بیمار ہوئے اس رات میں اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا۔ جب مرض کا شدید حملہ ہوا تو انہوں نے مجھے اٹھایا۔ میں فوراً ان کے پاس پہنچا اور انہیں شدید درد میں تڑپتا پایا۔ انہوں نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ .....

"مجھے ہیضے کا شدید حملہ ہوا ہے۔" ان حملوں کے بعد انہوں نے اپنی موت تک (اس واقعے کے دس دن بعد یہ دجال پیر کے دن صبح ۱۰ بجے مرگیا تھا) کوئی لفظ نہ کہا۔ (حیات ناصر۔ ص ۱۴)

پھر مختلف انڈین اخبارات میں شائع ہوا کہ ......

"قادیانی رہنما غلام احمد پر جب ہیضے کا حملہ ہوا تھا تو اُن کے منہ سے بھی پاخانہ نکل آیا تھا۔ وہ اسی حالت میں فوت ہوئے کہ رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں بیٹھے تھے۔"

اسی طرح کا ایک بیان اسمٰعیل قادیانی نے بھی دیا کہ .....

"بعض مخالفین کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود کی وفات ہوئی تو پاخانہ آپ کے منہ سے نکل رہا تھا۔" (پیغام صلح۔ ۳۔ مارچ۔ ۱۹۳۹ء)

خلاصہ کلام یہ کہ اسے موت بھی آئی تو اس حالت میں کہ جس سے بڑی کراہت اور نجاست دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ پس وہ ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء بروز پیر صبح ساڑھے دس بجے اپنی تمام حماقتوں' غلاظتوں اور کفر سمیت ذلت و رسوائی کی تاریک وادی میں جا غرق ہوا۔ (الحکم۔ ۲۸۔ مئی ۱۹۰۸ء۔ سیرۃ المہدی)

یہ اس وقت مرا جبکہ شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسریؒ ابھی حیات تھے بلکہ وہ اس دجال کی قائم کردہ عمارت کو نیست و نابود اور اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے اس کی موت کے چالیس سال بعد تک ثمر حیات کا ذائقہ چکھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا کی دعا کے مطابق کذاب کو بالآخر ذلیل و رسوا اور جھوٹا ثابت کر دیا۔ اس کے لئے ذلت و رسوائی کی یہ سزا تو دنیا میں ہے جبکہ آخرت میں اس سے بھی بڑھ کر دردناک اور خوفناک عذاب ہے۔

واقعی اللہ نے سچ کہا ہے کہ ....

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحى الى ولم يوح اليه شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل الله ولو ترى اذ الظالمون فى غمرات الموت والملا ئكة باسطوا ايديهم اخرجو انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكنتم عن آيته تستكبرون○

اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتا ہے یا کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے جبکہ اس کی طرف وحی بھی نہ کی گئی ہو۔ یا جو کہتا ہے کہ میں بھی اسی مانند چیز پیدا کروں گا جس طرح اللہ نے پیدا کی ہے۔ کاش کہ تم ایسے ظلم کو موت کی شدت میں دیکھو اور فرشتوں کو جو اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ..... اپنی جانیں ہمارے حوالے کر دو کہ آج تمہیں اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے' اس کی نشانیوں کا انکار اور تکبر کرنے کے عوض رسوائی کا عذاب دیا جائے گا۔ (الانعام۔ ۹۳)

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ قادیانی دجال مرا تو لاہور میں لیکن اس کی لاش قادیان میں دفن

بقیہ قادیانیت صفحہ نمبر ۳